معاشرتی برائیوں بالخصوص مالی بے راہ روی کے خلاف جہاد کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱/ اکتوبر ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

گزشتہ جمعہ میں مَیں نے یہ مضمون شروع کیا تھا کہ جب بھی کوئی مسلمان سیلاب کی غیر معمولی تباہ کاریاں دیکھتا ہے تو اس کا ذہن طوفان نوح کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور یہ مضمون عموماً آپ کو اخباروں میں دکھائی دیں گے کہ یہ خدا کا عذاب ہے جس سے بچنے کے لئے ہمیں کچھ کرنا چاہئے۔

ایک احمدی مسلمان کا ذہن صرف ہزاروں سال پہلے کے حضرت نوحؑ کے واقعہ ہی کی طرف منتقل نہیں ہوتا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب کشتی نوح کی طرف بھی منتقل ہوتا ہے جس سے پتا چلتا ہے کہ اس زمانے کے سیلابوں کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کشتی عطا کی گئی۔ اس کے ساتھ ہی میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ کشتی نوح کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ جن سیلابوں کی تباہ کاریوں کا اس زمانے کے تعلق میں ذکر ہے وہ درحقیقت گناہوں کے سیلاب ہیں اور معاصی کے طوفان ہیں۔ جب بدعملی زور پکڑتی ہے اور موجیں مارتی ہے تو ہر قسم کے جرائم دنیا میں اچھلنے لگتے ہیں اور ان کے نتیجہ میں قومیں غرق ہو جاتی ہیں۔ بعد میں انسان کی تباہی خواہ کچھ لمبا وقت لے یا تھوڑا وقت لے وہ ایک منطقی نتیجہ

کے طور پر ظاہر ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو روحانی معنوں میں نوح کا لقب عطا فرمایا گیا وہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی نسبت سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اگرچہ حضرت نوحؑ کے طوفان کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے کہ ساری دنیا غرق ہوگئی تھی مگر جہاں تک انسانی تحقیق کا تعلق ہے نہ یہ بات قرین قیاس ہے نہ تاریخی اور سائنسی شواہد سے ثابت ہے، نہ عقل اس کو تسلیم کر سکتی ہے کہ ایک بارش کے نتیجہ میں تمام دنیا کے بڑے بڑے خطے غرق ہو چکے ہوں اور کسی جگہ کوئی پناہ گاہ باقی نہ رہے۔ زمین کا اونچ نیچ، اس کا طول عرض اس کے نقشے کی کیفیت یہ ساری چیزیں اس تصور کو رد کرتی ہیں لیکن اس کے باوجود یہ قطعی طور پر درست ہے کہ وہ دنیا جس دنیا کی طرف حضرت نوحؑ مامور فرمائے گئے تھے اور ہو سکتا ہے اس وقت انسانی آبادی وہیں تک سمٹی ہو اس پہلو کو ہرگز عقلاً یا سائنس کے نقطہ نگاہ سے رد نہیں کیا جا سکتا کہ انسانی معاشرے کی ترقی یافتہ صورت انہی علاقوں میں بستی ہو جن علاقوں میں حضرت نوحؑ خدا کا پیغام لے کر آئے اور چونکہ وہ انسانوں کی ترقی یافتہ صورت تھی اور وہ ایک ایسی تہذیب تھی جو تمام دنیا کے انسانوں کی نمائندگی کر رہی تھی اس لئے ان کی غرقابی کو سب دنیا کی غرقابی قرار دیا گیا۔ وہ امتوں کے بیج تھے وہ ایسے لوگ تھے جن سے آئندہ تہذیبی امتیں قائم ہونی تھیں۔ ان معنوں میں ان کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے نمائندے کے طور پر جب رد فرمایا تو نقشہ ایسا کھینچا گویا سب دنیا غرق ہوگئی لیکن جہاں تک قرآن کریم کی آیات کا تعلق ہے واضح طور پر کسی جگہ بھی یہ نہیں فرمایا گیا کہ تمام دنیا غرق ہوگئی۔ بائبل کی کہانیوں میں تو آپ کو یہ ملے گا۔ دوسرے قصوں میں یہ بات مذکور ہوگی لیکن قرآن کریم میں صاف لفظوں میں کسی ایک جگہ بھی ساری دنیا کی غرقابی کا ذکر نہیں فرمایا ہاں حضرت نوحؑ کے مخاطبین کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت نوحؑ سے جو مذاق کرتے تھے تمسخر کرتے تھے اور کشتی بنانے کے وقت پاس سے گزرتے ہوئے کئی قسم کے طعن و تشنیع سے کام لیتے تھے۔ وہ وہی لوگ تھے جن سے حضرت نوح مخاطب تھے۔ ہاں دوسرے پہلو کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے جو میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ ان کو تمام دنیا کا نمائندہ ضرور سمجھا گیا اور تمام امتوں کا خلاصہ قرار دیا گیا۔ چنانچہ

قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہم نے نوح سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا کہ:

قِيۡلَ يٰنُوۡحُ اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيۡكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَكَ‌ؕ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمۡ ثُمَّ يَمَسُّهُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ﴿۴۹﴾ (ھود:۴۹)

کہ نوح سے یہ فرمایا گیا اهۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا کہ تو اس سفر پر روانہ ہو جو کشتی کا سفر ہے ہماری طرف سے سلامتی کے ساتھ وَبَرَكٰتٍ عَلَيۡكَ اور اس حالت میں کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں تیرے ساتھ ہیں۔ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَكَ‌ؕ اور ان امتوں کے ساتھ ہیں جو تیرے ساتھ ہمسفر ہیں۔ بعض علماء یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں امتوں سے مراد مختلف قسم کے جانور تھے جو اپنی اپنی قوم کے نمائندہ تھے۔ حالانکہ قرآن کریم جانوروں کے متعلق یہ لفظ استعمال نہیں فرما سکتا کہ وہ برکتیں، وہ رحمتیں جو نبیوں کو عطا ہو رہی ہیں وہ ان کے ساتھی جانوروں کو بھی عطا ہوں گی۔ ایک محض لغو تصور ہے جس کو نعوذ باللہ قرآن کریم کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ پھر اس آیت کا اگلا ٹکڑا اس بات کو خوب کھول رہا ہے کہ امتوں سے کون مراد ہے۔ فرمایا وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمۡ ثُمَّ يَمَسُّهُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيۡمٌ اور ایسی امتیں بھی ہیں جو کشتی میں سوار ہیں لیکن ہم ان کو فائدے سے محروم تو نہیں رکھیں گے ہاں کچھ فائدے کے بعد ان کی بعد میں پیدا ہونے والی بداعمالیوں کے نتیجہ میں ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کریں گے۔ تو جانوروں کے متعلق تو خدا تعالیٰ کی یہ تقدیر نہیں ہے کہ کچھ فائدہ پہنچانے کے بعد جانوروں کی نسلوں کو عذاب میں مبتلا کیا جائے آخر کیوں کیا جائے وہ تو مکلّف نہیں ہیں شریعت کے۔ اس لئے اس آیت کے اس آخری حصے نے اس مضمون کو خوب کھول دیا کہ حضرت نوحؑ کے ساتھ سوار لوگ تمام دنیا کے امتوں کے نمائندہ تھے اور ان کے اندر وہ بیج موجود تھا جس سے امتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس پہلو سے وہ دنیا غرق کی گئی۔ یعنی تمام دنیا گویا ڈوب گئی جب خدا تعالیٰ نے اس بیج کو محفوظ کر کے باقی سب لوگوں کو جو ان کو مٹانے کے درپے تھے ان کو ہلاک کر دیا۔

اس نقطہ نگاہ کو سمجھنا ایک احمدی کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے حوالے سے کشتی نوح کی سمجھ آئے گی اور یہ کشتی نوح واقعۃً تمام دنیا کے انسانوں کو بچانے کے لئے بنائی گئی ہے۔ حضرت نوحؑ کے زمانے کے چند لوگوں کو بچانے کے

لئے نہیں جن کا تعلق ایک قوم سے تھا چونکہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی سرداری اور آپ کی سیادت تمام دنیا پر محیط ہے اس لئے جو بھی آپ کا سچا غلام ہوگا اگر اسے نوح کا خطاب دیا جائے تو اس سیلاب کا تعلق بھی سب دنیا سے ہوگا اور اس کشتی کا تعلق بھی سب دنیا سے ہوگا۔

اس پہلو سے جماعت احمدیہ کے اوپر بے انتہا عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس کشتی کی حفاظت کریں جو کشتی ان کے اخلاق سے تعمیر ہو رہی ہے، جو کشتی ان کی نیکیوں سے تعمیر ہو رہی ہے۔ جو کشتی ان کو بدیوں سے بچا رہی ہے کیونکہ یہ بدیوں سے بچانے والی کشتی ہی ہے اور نیکیوں کی تلقین کر رہی ہے، ان کی نیکیوں میں نشو ونما پیدا کرتی ہے۔ نوح کے سیلاب سے جس طرح کشتی بلند ہوئی تھی طوفان نوح نے ہر چیز کو غرق کر دیا مگر اس کشتی کو غرق نہیں کر سکا اسی طرح بدیوں کا سیلاب خواہ کتنا بلند سے بلند تر ہوتا چلا جائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کشتی میں بیٹھ کر آپ بھی اس کے مطابق بلند تر ہوتے چلے جائیں گے اگر اپنے اخلاق کی حفاظت کریں گے۔ یہ معاصی کا سیلاب آپ کو سر بلندی عطا کرے گا اور عظمتیں عطا کرے گا کیونکہ جتنا معاصی کا سیلاب بلند ہوگا اتنی ہی آپ کی اخلاقی عظمت نمایاں ہو کر دور دور سے دنیا کو دکھائی دینے لگے گی لیکن اگر آپ نے اس کو کھیل سمجھا یہ سمجھ لیا کہ ہر شخص جو کشتی میں آ چکا ہے وہ لازماً بچایا جائے گا یعنی جو ظاہری کشتی میں آ گیا ہے وہ لازماً بچایا جائے گا تو یہ درست نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور اس کشتی میں ایسی امتیں بھی سوار ہیں جنہیں بچایا جا رہا ہے جو کچھ عرصہ فائدہ بھی اٹھائیں گی لیکن بد بختی اور بدقسمتی سے آئندہ ان کی نسلوں میں گناہگار پیدا ہوں گے۔ ان گناہوں کا بیج ان لوگوں کے اندر موجود تھا جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ خدا کی ستاری نے اس کو ڈھانپا ہوا تھا، خدا کی مغفرت نے اس سے درگزر فرمائی لیکن خدا جو عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ اس مخفی بیج نے ضرور نشو ونما پانی ہے اور ایک ایسا وقت آئے گا جبکہ بدقسمتی سے یہ گناہ گار نسلیں پیچھے چھوڑ جائیں گے۔

پس اس نقطہ نگاہ سے جماعت احمدیہ کے اوپر بے انتہا ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ بڑی باریک نظر سے اپنی کمزوریوں پر نگاہ رکھیں اور ان گندے بیجوں کو اکھاڑ پھینکیں اپنے سینوں سے جو اگر مخفی بھی رہیں گے، آج کے وقت اگر مخفی بھی رہیں گے تو کل کے وقت ان کا ظاہر ہونا لابدّی ہے کیونکہ

خدا کی تقدیر اسی طرح سلوک کیا کرتی ہے۔ بعض پردہ پوشیاں بعض نیک لوگوں کی برکتوں کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہیں۔ ان برکتوں سے لوگ حصہ پاتے ہیں اس لئے ان کے برائیوں سے بھی درگزر فرمائی جاتی ہے لیکن پھر ایسے زمانے آتے ہیں جب کے وہ پردے اٹھا لیے جاتے ہیں۔

اس لئے اس مضمون کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر کے اپنے حالات کا جائزہ لیں۔ میں بار بار جماعت کو متوجہ کرتا رہا ہوں اور اب بھی کر رہا ہوں کے ہم جس نئی صدی میں داخل ہونے والے ہیں اس صدی میں داخل ہونے سے پہلے ہمیں اپنے آپ کو صاف اور ستھرا کرنا چاہئے۔ اگلی صدی کے لئے اس رنگ میں تیاری کرنی چاہئے کہ آئندہ ایک سو سال جو کچھ بھی دنیا میں ہوگا بدی اور نیکی کی جنگ میں جو کچھ بھی رونما ہوگا اس کا فیصلہ کرنے والے ایک پہلو سے ہم ہیں۔ ہم نے آئندہ صدی میں کچھ بچے بھیجنے ہیں، کچھ نسلیں بھیجنی ہیں۔ اگر ہم نے ان کی تربیت اچھی کر دی، ان کی حفاظت کے سامان کئے، ان کو خدا تعالیٰ کی شریعت کی کشتی میں سوار کیا اور صاف اور ستھرا کر کے اور سجا کے اگلی صدی میں بھیجا تو ان کا فیض اور ان کی برکتیں مدتوں تک جاری رہیں گی۔ ایک صدی کا عرصہ ایک بہت لمبا عرصہ ہوا کرتا ہے۔ بعض پہلوؤں سے کچھ بھی نہیں آناً فاناً گزر جاتا ہے مگر بعض پہلوؤں سے اس کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔

قوموں کا عروج ایک صدی کے اندر قائم رہتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور محسوس نہیں ہوتا کہ قومیں تنزل اختیار کر گئی ہیں۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ایک سو سال کا عرصہ اس پہلو سے اتنا لمبا ہے کہ قوموں کے عروج کے بعد ان کے زوال کے آثار ایک سو سال کے اندر لازماً شروع ہو جایا کرتے ہیں۔ اسی لئے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خوشخبری عطا فرمائی کہ ہر صدی کے سر پر خدا ایسے لوگوں کو مبعوث فرمائے گا جو تیری امت میں دین کی تجدید کریں گے اور احیاء کریں گے (ابوداؤد کتاب الملاحم حدیث نمبر: ۳۷۴۰)۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جس کا جاری ہونا لازمی تھا۔ جس طرح لمبی نہروں میں آپ دیکھتے ہیں کہ اس خطرے سے کہ رفتہ رفتہ پانی کی رفتار سست نہ ہو جائے اور وہ اس زرخیز مٹی کو جسے اٹھائے لئے پھرتا ہے اسے گرا کر خود اپنی راہ کو تنگ نہ کر دے ٹھوکریں پیدا کی جاتی ہیں اور مصنوعی آبشاریں بنائی جاتی ہیں۔ وہ آبشاریں اس رفتار کو ایک دفعہ پھر تیز کر دیتی ہیں اور اس طرح پانی کی زندگی کا عمل جاری رہتا ہے۔

روحانی لحاظ سے یہی مضمون ہے جو تجدید دین کا حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ پر روشن فرمایا گیا اور اس مضمون کے پیش نظر آپ سے تجدید دین کا وعدہ فرمایا گیا۔ جب تک خلافت جاری ہے میرا یہ ایمان ہے کہ جو خلیفہ بھی اس اہم موقع پر ہوگا یعنی دو صدیوں کے سنگم پر اللہ تعالیٰ اسی سے تجدید دین کا کام لے گا۔ **مجدد کہنا ضروری نہیں نہ خلیفہ کو مجدد کہنے سے خلیفہ کی شان بڑھتی ہے۔ تجدید ایک خدمت ہے اور ہر خلیفہ اسی خدمت پر مامور رہتا ہے** لیکن زمانے کے اثرات کے نتیجہ میں بعض اہم مواقع پر یہ خدمت ایک خاص رنگ اختیار کر جاتی ہے اور بعض اہم اقدامات کرنے پڑتے ہیں جن کے نتیجہ میں وہ کمزوریاں جو رفتہ رفتہ پیدا ہوتے ہوتے بعض دفعہ نظر سے اوجھل ہو جاتی ہیں، دب جاتی ہیں، بعض نئے بد رجحان پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں ان پر نظر رکھتے ہوئے اس کو بعض اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔ اس لئے اس ذمہ داری کو جہاں تک خدا تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرماتا ہے میں ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور اسی سلسلہ میں یہ میں نے دوبارہ نصیحتوں کا سلسلہ شروع کیا ہے۔

جو بدیاں آج کل معاشرے میں پھیل رہی ہیں وہی ہیں جو احمدیوں میں بھی راہ پاتی ہیں۔ بدیاں اس کے علاوہ احمدیوں سے تو نہیں پھوٹتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیوں کی اتنی اصلاح بنیادی طور پر ہو چکی ہے کہ وہ نئی بدیوں کے ایجاد کرنے والے نہیں لیکن جو دنیا بدیاں ایجاد کرتی ہے۔ جو برائیاں معاشرے میں اور ماحول میں پھیلتی ہیں یہ کہنا کہ احمدی اس سے متاثر نہیں ہو سکتے یہ بالکل غلط بات ہے۔ بعض دفعہ کشتی میں سوراخ بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ بعض دفعہ لہریں اتنا اچھلتی ہیں طوفان کی کہ باہر سے کشتی کے اندر پانی داخل ہونا شروع ہوتا ہے اس لئے سب ملاحوں نے ساتھ کچھ ایسے برتن رکھے ہوتے ہیں جن سے وہ بار بار پانی نکالتے رہتے ہیں اور آج کل کی جدید کشتیاں بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں اگر وہ اس ذمہ داری سے غافل ہو جائیں تو جدید سے جدید محفوظ سے محفوظ کشتی بھی غرق ہو سکتی ہے۔ اس لئے بیرونی بدیوں کا کناروں سے اچھل کر جماعت میں داخل ہونا ایک نظام قدرت ہے جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ دوسری طرف اس کے دفاع کی ذمہ داری یعنی بدیوں کے خلاف دفاع کی جو ذمہ داری جماعت پر عائد ہوتی ہے اس سے کسی پہلو سے بھی آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں اور یہ ایک جاری سلسلہ ہے زندگی اور موت کی جدوجہد کا جسے خوب اچھی طرح سمجھ کر ہماری جماعت کو زندگی کی حفاظت کے تمام اقدامات کرنے پڑیں گے۔

جو چند برائیاں خصوصیت کے ساتھ میرے پیش نظر ہیں جن کے خلاف جماعت کو بار بار توجہ دلانے کی ضرورت ہے اور بار بار نظام جماعت کو ان کے متعلق بیدار مغزی کے ساتھ اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔ان میں ایک مالی بے راہ روی ہے۔ بد دیانتی اتنی بڑھ گئی ہے دنیا میں کہ جو دنیا کی انتہائی ترقی یافتہ قومیں ہیں وہ بھی دن بدن بد دیانت سے بد دیانت تر ہوتی چلی جارہی ہیں۔ پہلے یہ تصور تھا کہ بد دیانتی غریب ملکوں کی بیماری ہے۔بھوکا آدمی کیا کرے گا اگر وہ چوری نہیں کرے گا تو کیسے زندہ رہے گا اور جس کی ادنیٰ ضرورتیں بھی پوری نہیں ہوتیں اگر وہ معاشرے میں اعلیٰ معیار کی زندگی کو دیکھتے ہیں اور سکھ والے لوگوں کو عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم زندگی کی ادنی ضروتوں سے بھی محروم ہیں ہم کیوں نہ جس طرح بھی بس چلے ان کی دولت میں حصہ دار ہوں۔ یہ ایک Justification یعنی وجہ جواز پیش کی جاتی ہے غریب ملکوں کی بدیوں کی۔

امر واقعہ یہ ہے کہ بدیوں کی کوئی بھی وجہ جواز نہیں ہے۔اگر کوئی وجہ جواز بدیوں کی ہو تو ایسی بدیاں امیر ملکوں میں نہیں ہونی چاہئیں لیکن یہ جو تناسب ہے Have اور Have Not کا جن کے پاس ہے اور جن کے پاس نہیں ہے ان لوگوں کا تناسب یہ جہاں جہاں بھی سوسائٹی میں موجود ہے یہ ردعمل دکھاتا ہے اور اس کے نتیجہ میں لوٹ کھسوٹ، دوسرے کی دولت پر نظر رکھنا اور ان عیش و عشرت کے سامانوں کے حصول کی کوشش کرنا جو سوسائٹی کے ایک طبقہ کو حاصل ہیں اور ایک کو نہیں ہے یہ ایک طبعی امر ہے۔اس لئے جہاں تک بھی اس کو ہم سمجھ سکتے ہیں اس کی بھی ایک وجہ جواز موجود ہے۔تو کیا پھر اشتراکی دنیا میں یہ بدیاں نہیں ہیں، کیا وہاں یہ رجحان نہیں بڑھ رہا جہاں سب کو ایک ہی اصول کے مطابق دولت کی تقسیم کی جاتی ہے۔ جہاں یہ کوشش کی جاتی ہے کہ کوئی ایک دوسرے سے اتنا اچھا نہ ہو کہ اس کے نتیجہ میں دلوں میں حرص پیدا ہو۔کیا وہاں ایسی بدیاں نہیں؟ میں چونکہ قرآن کریم کی تعلیم سے یہ سمجھتا ہوں کہ دولت کی برابر تقسیم ہرگز بدیوں کو روکنے کا کوئی حل نہیں ہے۔اس لئے اس مضمون میں مجھے ہمیشہ دلچسپی رہی۔ چنانچہ بعض دفعہ جب بعض چینی دانشور یا مختلف سیاح مجھ سے ملتے رہے تو ان سے میں نے بار بار یہ سوال کیا کہ روس میں تو شاید دولت کی برابر تقسیم اس طرح موجود نہیں رہی لیکن ماؤزے تنگ کے زمانے کی بات میں کر رہا ہوں اس وقت چین میں واقعۃً بڑے

اخلاص کے ساتھ اشترا کی تعلیم پر عمل ہو رہا تھا۔ تو ان سے میں پوچھتا رہا کہ آپ فرمائیے کہ آپ کے ہاں جرائم موجود نہیں ہیں؟ اکثر لوگ اس بات کو ٹال دیتے تھے اور صحیح جواب نہیں دیتے تھے لیکن ایک دفعہ ایک ایسے دوست تشریف لائے جن کا تعلق چین کے ان رسائل سے تھا جو باہر کی دنیا میں تقسیم کرنے کے لئے خصوصیت سے تیار کئے جاتے ہیں۔ China Reconstruct وغیرہ اس قسم کے بہت سے رسالے ہیں جو میں نے لگوا رکھے تھے۔ تو مجھے یہ ایک ذہن میں ترکیب آئی کہ اس سے اس طرح سوال کرنا چاہئے ہوسکتا ہے اس کے نتیجہ میں کوئی مفید مطلب بات حاصل ہو جائے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کا رسالہ میں بڑے شوق سے پڑھتا ہوں، بڑے دلچسپ مضامین ہیں لیکن اس رسالہ کے مطالعہ سے ایک بات مجھ پر دن بدن زیادہ ثابت ہوتی چلی جا رہی ہے کہ اس میں کچھ دکھاوا ہے اور خصوصیت کے ساتھ بیرونی دنیا کو متاثر کرنے کے لئے یہ رسالہ بنایا گیا ہے۔ انہوں نے کہا یہ کس طرح، آپ پہ یہ کیوں تاثر ہے۔ میں نے کہا اس لئے کہ اس میں چینی معاشرے کی خوبیاں تو بیان ہوتی ہیں اس کی بدیوں کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ کہیں کوئی کرائم کا ذکر نہیں ملتا۔ میں نے کہا میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ کوئی انسانی معاشرہ بدیوں سے پاک ہو جائے۔ بعض پہلوؤں سے دولت کی مساوی تقسیم ہوسکتا ہے بعض بدیوں کو دبانے میں کامیاب ہو جائے لیکن دلوں میں پیدا ہونے سے وہ ان کو نہیں روک سکتی۔ پھر انسان مختلف قسم کے بنے ہوئے ہیں کوئی خوبصورت ہے، کوئی بدصورت ہے، کوئی اونچے قد کا ہے کوئی چھوٹے قد کا ہے، کسی کو کسی سے محبت ہوگئی ہے، کسی کو کسی سے محبت ہوگئی ہے، رقابتیں ہیں اور نفسیاتی الجھنیں ہیں جو اس تفریق سے پیدا ہوتی ہیں جن کو دولت کی برابر تقسیم یکساں نہیں کر سکتی یہ تفریق جاری رہتی ہے اور میں نے بہت سی مثالیں دیں، لمبی گفتگو کی۔ تو یہ میں کیسے مان جاؤں کہ آپ کے ہاں کرائم نہیں ہے۔ تو جب آپ کرائم کو چھپا رہے ہیں اور اپنے اندرونے کو باہر کی دنیا سے چھپاتے ہیں تو ہمیں آپ کی ان خوبیوں پر بھی اعتماد نہیں رہتا جن کو آپ ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ بات ان کے دل کو لگی اور مجھے یقین ہے انہوں نے چین میں یہ سارا مضمون لکھ کر بھجوایا ہے کہ اس کے ایک دو مہینے کے بعد چین کے ان رسالوں میں تقریباً ہر رسالہ میں چین کی کمزوریوں کا ذکر آنا شروع ہو گیا اور یہ یہ بدیاں ہیں یہ یہ کرائمز ہیں، کس طرح زنا بالجبر کے نتیجہ میں ہم فلاں جگہ پھانسی دے دیتے رہے ہیں اور یہ حرکتیں ہوتی ہیں، وہ حرکتیں ہوتی ہیں اس کے ساتھ کچھ

وجہ جواز بھی تھی کہ بیرونی دنیا سے لوگ آنے والے بعض خرابیاں لے کر آتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ مسئلہ حل ہو گیا ہے کہ برائیاں بہر حال ہر معاشرے میں موجود رہتی ہیں۔

تو ان برائیوں سے جن سے دنیا کا کوئی حصہ بھی خالی نہیں ہے۔ ان برائیوں سے نبٹنے کے لئے جماعت احمدیہ کو پیدا کیا گیا ہے۔ یہ تمام دنیا کی مشترک بیماریاں ہیں۔ کہیں کچھ کم ہیں کیونکہ جگہ جو اونچی ہو نسبتاً وہاں سیلاب کا پانی کم اثر دکھاتا ہے لیکن قرآن کریم نے جب یہ فرمایا کہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (الروم: ۴۲) تو اس سے یہ مراد تھی کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کے زمانے کا فساد جسے دور کرنے کے لئے امت مسلمہ کو پیدا کیا گیا ہے اس فساد سے کوئی دنیا کا خطہ نہیں بچ سکے گا۔ اونچی جگہ ہو یا نیچی جگہ ہو، خشکی ہو یا تری ہو، ہر جگہ تمہیں یہ فساد نظر آئے گا۔ اس لئے اتنی بڑی ذمہ داری جس جماعت کے کندھوں پر ڈالی گئی ہو وہ اپنے اندر سے فساد کو صاف نہ کرے اس سے بڑی ہلاکت کی بات اور کوئی نہیں ہو سکتی۔

اس لئے آپ کو بڑی گہری نظر سے اپنے نفوس کا مطالعہ کرنا پڑے گا، اپنے نفوس کو باقاعدہ جھاڑو دینا پڑے گا اور اس کام سے آپ فارغ کبھی بھی نہیں ہو سکتے۔ آپ اپنے کمروں کی صفائی کر کے دیکھ لیں چھوٹی سی جگہ ہوا کرتی ہے چند دن میں پھر گند پڑ جاتا ہے۔ بڑے نظم و ضبط کے ساتھ چیزوں کو رکھیں اور سجائیں اور کتابیں بھی بالکل سلیقہ کے ساتھ لگا دیں کچھ دیر کے بعد پھر سب کچھ درہم برہم ہو جاتا ہے۔ تو یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ مستقل جد و جہد کے بغیر زندہ رہ سکیں۔ **پس جماعت احمدیہ میں بھی بدیاں صاف کر دینا کافی نہیں ہے۔ یہ شعور پیدا کرنا ضروری ہے کہ آپ کو ہمہ وقت بدیوں کے خلاف جہاد کرنا پڑے گا۔ اپنے نفوس میں بدیوں کے خلاف جہاد کرنا پڑے گا، اپنے گھروں میں بدیوں کے خلاف جہاد کرنا پڑے گا، اپنی گلیوں میں، اپنے شہروں میں، اپنے ملکوں میں غرضیکہ جہاں جہاں جماعت احمدیہ موجود ہے اس کو اس جہاد کا علم بلند کرنا ہے اور بلند رکھنا ہے اور سوئے جانے والے لوگوں کو جگاتے رہنا ہے یہ کام ہے جو ہماری ذمہ داری ہے۔**

اس پہلو سے جو میں نے بیان کیا تھا جو برائیاں خاص طور پر میرے پیش نظر ہیں ان میں ایک مالی بے راہروی ہے۔ امیر ملکوں میں بھی مالی بے راہروی ہے، غریب ملکوں میں بھی ہے۔ اشتراکی ملکوں میں بھی ہے جہاں بظاہر اس کا کوئی وجہ جواز نظر نہیں آتا لیکن ہے اور اب تو خاص طور پر

روس کھل کر ان چیزوں کو بیان کرنے لگ گیا ہے۔ پہلے چین نے شروع کیا ہے اب روس میں بھی Openness کے تصور میں کہ ہر چیز کھلی ہونی چاہئے چھپانے کی کوئی بات نہیں یعنی چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں۔اس سے بدیاں گہری اندر دھنستی ہیں اور اور زیادہ جڑ پکڑتی ہیں۔ بہرحال کوئی بھی وجہ ہو روس میں اب یہ پالیسی ہے کہ بات کو کھولنا چاہئے اور پتا چلتا ہے کہ وہاں بعض صوبائی حکومتیں اتنی کرپٹ ہو چکی ہیں، اتنی بددیانت ہو چکی ہیں کہ یہ سوال روس میں بالا سطح پر بار بار اٹھایا جا رہا ہے کہ قومی لڑائی کرنی پڑے گی ان بدیوں کے خلاف۔ ایسے اقدامات کرنے پڑیں گے جس کے نتیجہ میں بڑے بڑے علاقے متاثر ہوں گے اور بعض اقدامات انہوں نے کئے بھی ہیں لیکن خود ماسکو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ روس کے وہ حکام جو تجارت کے تعلقات کی خاطر بیرونی دنیا کا سفر کرتے ہیں ان سے جب لوگوں کے رابطے ہوتے ہیں بعض ان میں سے مجھے بھی باتیں بتاتے ہیں اور وہ یہی بتاتے ہیں کہ وہ رشوت مانگتے ہیں۔ جب تک ان کا حصہ مقرر نہ کیا جائے اس وقت تک وہ اپنے تجارتی روابط پر صاد نہیں کرتے ، اپنے دستخط نہیں کریں گے۔ باتیں حکومتوں نے طے بھی کر لی ہوتی ہیں کوئی بہانہ بنائیں گے اور ساتھ کہہ دیتے ہیں کہ بھئی تم سے ہمارا سودا نہیں ہوگا جب تک اتنے روپے سوئٹزرلینڈ میں یا فلاں جگہ جمع نہ کرادو۔تو مالی بے راہروی کا تو یہ حال ہے کہ بڑی بڑی اشترا کی حکومتیں بھی اپنے ارادوں میں مخلص ہونے کے باوجود ان سے لڑائی میں ناکام ہو چکی ہیں اور ہوتی چلی جارہی ہیں۔

تو یہ ذمہ داری بھی غریب جماعت احمدیہ پر ہے کہ وہ مالی لحاظ سے نمونہ بنیں لیکن چونکہ ہر احمدی جو اپنے تجربے میں کسی سے تکلیف اٹھاتا ہے مجھے خط لکھ دیتا ہے خواہ اس غرض سے نہ لکھے کہ میں اس کا کوئی مداوا کروں اور اس کو پیسے واپس دلواؤں وہ اپنی تکلیف کا اظہار کر کے دعا کی درخواست کر دیتا ہے۔ اس لئے یوں لگتا ہے کہ ساری جماعت ایک آئینہ خانے میں بیٹھی ہوئی ہے ہر جگہ سے اس کی تصویریں مختلف خطوں میں یہاں تک پہنچتی رہتی ہیں، ابھر رہتی ہیں۔کوئی حصہ دنیا کا نظر سے چھپا ہوا نہیں ہے اور اس وجہ سے مجھے نظر آ رہا ہوتا ہے کہ اب کیا چیز دوبارہ توجہ کی محتاج ہے اور توجہ کی مستحق ہے اور جب کچھ چیزیں اکٹھی ہو جاتی ہیں پھر ان کی طرف توجہ کرنی پڑتی ہے ورنہ تو یہ جو مضمون ہے ایسا ہے کہ ہر خطبہ میں بیان کیا جائے تو اس کا حق ادا نہیں ہوسکتا مگر اور بھی ذمہ داریاں ہیں۔

مالی پہلو سے مجھے اطلاعیں ملتی ہیں کہ لین دین کے معاملہ میں ابھی تک احمدیوں کا معیار توقع سے گرا ہوا ہے اور بعض جگہ اتنا گرا ہوا ہے کہ بالا رادہ دھوکا دینے والے بھی احمدیت کے اندر موجود ہیں۔ مالی بے راہروی کئی طرح سے پھوٹتی ہے۔ اس کے عناصر اس کی جو موجبات ہیں ان پر نظر رکھنی ضروری ہے۔ نظام جماعت کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ یہ انتظار نہ کیا کریں کہ کوئی بیماری بڑھ کر اس مقام تک پہنچ جائے کہ جہاں آپریشن ضروری ہو جاتا ہے اور پھر وہاں ہاتھ ڈالیں نظام جماعت کا کام ہے Preventive Medicine کو اختیار کرنا یعنی انسدادی تدابیر صحت کے معاملے میں جہاں بھی خطرہ دیکھیں کوئی وبا پھوٹ رہی ہے، کوئی بیماری راہ پکڑ رہی ہے صحت مند جسموں میں اس وقت اس کو جسموں سے اکھیڑ کر پھینکیں اور جسموں کی حفاظت کا انتظام کریں۔ یہ ہے اصل کام نظام جماعت کا اور یہ بیماریاں ایسی ہیں جو اپنے آثار کے ذریعے ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ قضائی معاملہ بننے تک بہت سی منازل باقی ہوتی ہیں۔ یعنی ایسی مالی بے راہروی جو عدالتوں تک پہنچ جائے اور نظام جماعت میں قضاء کے دروازے کھٹکھٹانے لگے اس کو پنپ کر جوان ہونے اور اس مقام تک پہنچے کے لئے وقت چاہئے لیکن اس سے پہلے بھی نظر آ رہی ہوتی ہے۔ نوجوانوں کے یا دوسروں کے طور طریق، لوگوں کا رہن سہن یہ سب بتا رہا ہوتا ہے کہ کسی کے گھر میں رشوت داخل ہو رہی ہے، کسی کے گھر میں غصب داخل ہو گیا ہے، کوئی لوگوں سے قرضے مانگتا ہے اور واپس نہیں کرتا، کوئی سودی تجارتیں چمکانے کی کوشش کرتا ہے جبکہ اس کے پلے کچھ بھی نہیں۔ اگر تجارت میں ادنیٰ بھی بحران کا رجحان پیدا ہو تو اس کے پاس اتنے پیسے نہیں ہیں کہ وہ پھر کبھی ساری عمر بینکوں کے قرضے اتار سکے۔

یہ ساری بیماریاں ایسی ہیں جو ابھی اس منزل پر نہیں پہنچی کہ عدالتوں تک پہنچیں لیکن نظر آنے کی منزل تک پہنچ چکی ہوتی ہیں۔ ہر جماعت کے نظام کا فرض ہے کہ ایسے لوگوں پر نگاہ رکھے اور ان کی نصیحت کا انتظام کرے اور اگر کوئی ایسی حرکتوں سے بعض نہیں آتا جس سے دوسرے کے مال خطرے میں ہیں تو پیشتر اس کے کہ یہ جھگڑے قضائی صورتیں اختیار کریں نظام جماعت باقی احمدیوں کی حفاظت کے لئے اور نظام جماعت کی حفاظت کی خاطر ان کے متعلق حرکت میں آنا چاہئے۔ ان کو متنبہ کرنا چاہئے کہ ان عادات کے ساتھ تم جماعت احمدیہ کے ممبر نہیں رہ سکتے کیونکہ اب ہم ایک ایسے نازک مرحلے میں داخل ہوئے ہیں کہ جب محض بڑی بڑی بیماریوں کے علاج کا سوال نہیں بیماریوں

کے سر اٹھانے پر ہمیں علاج کرنا پڑے گا اور زیادہ سنجیدگی کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہونا پڑے گا۔

کئی قسم کے مالی بے ضابطگیاں کرنے والے لوگ ہیں ان کے اندر ایک بڑی تعداد ہے جو شروع میں بددیانت نہیں ہوتے۔ اس لئے وہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ جی! ہم نے تو قرض لیا ہے، ہم نے تو بینک سے کسی کی ضمانت پر اتنے پیسے لئے ہیں اور ہم تجارت کرنا چاہتے ہیں اس میں کوئی بددیانتی نہیں لیکن اگر آپ غور سے دیکھیں تو بددیانتی کا بیج اس لین دین میں موجود ہوتا ہے یعنی باشعور طور پر وہ بددیانت نہیں بنے ہوئے ہوتے لیکن ایک ایسا قدم اٹھا چکے ہوتے ہیں جس کے نتیجہ میں بھاری امکان اس بات کا پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ بددیانت ہو جائیں گے۔ مثلاً ایک شخص اگر اتنا قرضہ لے لیتا ہے کہ اس کی ساری جائیداد بھی بک جائے تو وہ قرضہ ادا نہ ہو سکے اور تجارت میں اونچ نیچ ہوتے ہیں۔ بعض ایسی لہریں آتی ہیں عالمی تجارت میں کہ اس کے نتیجہ میں چھوٹے موٹے تاجر کے تو بچنے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔

ابھی پچھلے دنوں انگلستان میں آپ لوگوں نے نظارہ دیکھا تھا جب عالمی تجارتی بحران پیدا ہوا تو کچھ بددیانت بھی تھے جو مارے گئے لیکن کچھ نیک نیت سے پیسے لینے والے تھے جو اس قابل نہ رہے کہ جن سے پیسے انہوں نے لئے تھے ان کو واپس ادا کر سکیں مگر وہ پیسے اتنے تھے کہ ان کی توفیق سے بڑھ کر تھے۔ یہ میں بنیادی بات ہے جو آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کے پاس اتنی جائیداد موجود ہے کہ اگر خدانخواستہ نقصان ہو تو آپ اس جائیداد کو بیچ کر قرضے اتار سکیں۔ **اگر آپ کے اندر اتنا اخلاقی سرمایہ موجود ہے اور ایسی جرأت ہے آپ کے اندر ایمانی کہ آپ یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہر قیمت پر میں اپنے ایمان کو داغدار نہیں ہونے دوں گا اور اگر مجھے روکھی سوکھی کھا کر گزارہ کرنا پڑے اور مزدوری کر کے گزارہ کرنا پڑے تب بھی میں اپنے عہدوں کی پابندی کروں گا اور جس شخص سے میں نے قرضے لئے ہیں اپنی جائیداد بیچ کر اس کو دے دوں گا تو ایسا شخص بددیانت نہیں ہے نہ ایسا شخص بددیانت ہو سکتا ہے۔** دنیا کے حالات جس طرح بھی کروٹ لیں، جس قسم کے مالی بحران پیدا ہوں وہ محفوظ مقام پر کھڑا ہے۔ الا ماشاء اللہ کوئی ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ اس بیچارے کی جائیداد بھی اتنی گر جائے کہ وہ نہ دے سکے تو یہ وہ شخص ہیں جن کے اوپر خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی حرف نہیں اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پھر ایسے مخلص لوگوں کی خود حفاظت فرماتی ہے۔

ایسے استثناؤں کو چھوڑ کرے، ایسے مالی لین دین کی جرأتیں اختیار کرنا جن کے متعلق اگر آپ تجزیہ کریں تو آپ کا نفس آپ کو یقین دلا دے گا کہ آپ جؤا کھیل رہے ہیں اور ایسے حالات ہو سکتے ہیں کہ جس کے نتیجہ میں آپ لازماً بد دیانت بنیں گے اس کے سوا آپ کو چارہ کوئی نہیں ہے۔ ایسی باتوں کی، ایسے مالی معاہدوں کی جرأتیں کرنا یا بد دیانت کر سکتا ہے یہ فیصلہ کرلے کہ میں نے جو کچھ بھی ہے میں نے پیسہ ضرور لینا ہے اور اپنی بزنس چمکانی ہے اور یا پھر نہایت بیوقوف آدمی۔ وہ ایک انگریزی کا محاورہ ہے الفاظ شاید صحیح یاد نہ ہوں مگر مضمون یہی ہے کہ The fools rush forth where angels fear to foot کہ وہ مقامات جہاں فرشتے بھی قدم رکھتے ہوئے جھجکتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں بیوقوفوں کو دیکھو کس جرأت سے آگے بڑھ کر ان مقامات پر قدم رکھتے ہیں تو یا وہ اس قسم کے بیوقوف ہیں جہاں قدم رکھتے ہوئے فرشتے بھی جھجک جاتے ہیں اور ڈرتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں اور ان کو کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ تو ایسے بیوقوف بھی بنی نوع انسان کے لئے مصیبت بن جاتے ہیں تبھی بعض پاگلوں کو قید کیا جاتا ہے۔ جسمانی طور پر تو ان کی قید کا ہم انتظام نہیں کر سکتے لیکن روحانی طور پر ان کے بداثرات سے جماعت کو بچانے کی جماعت کے نظام کو ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ خواہ یہ بد دیانت ہوں، خواہ یہ انتہائی بیوقوف ہوں دونوں صورتوں میں جماعت کو قدم اٹھانے چاہئیں ایک تو یہ کہ معاشرے کی طرف سے ان پر دباؤ ڈالنا چاہئے۔ ہر شخص کو ان کو سمجھانا چاہئے۔ یہ برا منائیں گے، یہ بھاگیں گے، یہ آپ کی دوستیاں ترک کریں گے، یہ سمجھیں گے آپ ان کے دشمن ہیں قطعاً پرواہ نہ کریں۔ ان کی دوستی اور سچی دوستی کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو سمجھائیں بار بار سمجھائیں کہیں کہ میاں! تم ہلاکت کے گڑھے کی طرف جا رہے ہو تم، واپس نہیں آسکو گے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے اور اگر یہ قرض مانگے تو ان کو قرض نہ دیا جائے۔ ایسے لوگوں کو قرض دینا ان کو مزید ہلاک کرنا ہے۔ یہ آپ کے پاس مدد کے لئے آئیں کہ ہمیں فلاں بینک سے قرضہ لے دو آپ ہرگز نہ قرضہ لے کر دیں اور جہاں تک ان کے خاندان میں یا باہر ان پر اثر رکھنے والے لوگ ہیں ان کو بروقت تنبیہ کرنا آپ کا کام ہے۔ اس وقت یہ جھجکنا کہ جی! ہمارا نام برا ہو جائے گا، ہمیں لوگ کیا کہیں گے چپ کر کے بیٹھے رہو یہ تو آپ کی بد دیانتی ہے، ان کی بد دیانتی کو اپنی بد دیانتی کیوں بناتے ہیں۔ ایک اور بد دیانت بن رہا ہے شخص اور آپ بیٹھے بٹھائے مفت میں خود بد دیانت بن جاتے ہیں کیونکہ آپ کی بد دیانتی نظام جماعت

سے بددیانتی ہے۔آپ کی بددیانتی انسانی قدروں سے بددیانتی ہے، یہ ان ذمہ داریوں سے بددیانتی ہے جو جماعت احمدیہ پہ ڈالی گئی ہے۔اس لئے ہر احمدی کا یہ فرض ہے صرف نظام جماعت کا فرض نہیں ہے کہ ان چیزوں کے خلاف خوب نگران بن جائیں۔ باریک نظر سے اپنے ماحول کا مطالعہ کرتے رہیں جہاں دیکھیں کہ کوئی فتنہ پیدا ہو رہا ہے وہاں اس کی بیخ کنی کا انتظام کرے بیشتر اس کے کہ کوئی فتنہ پیدا ہوئے جائے اس لئے Preventive Medicine دنیا کا بہترین دفاع ہے برائیوں کے خلاف یعنی پیشتر اس کے کہ برائیاں جڑ پکڑیں آپ نگران ہوں کہ برائیاں جڑ نہ پکڑ سکیں ان کو صاف کر دیا جائے۔

مالی لحاظ سے میرے نزدیک یہ بہت ہی زیادہ بیدار مغزی کے ساتھ ہمت کے ساتھ مستقل مزاجی کے ساتھ کام کی ضرورت ہے۔اگر کوئی ایسا شخص نظام جماعت کے علم میں آتا ہے جو نصیحت کے باوجود اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتا تو ایک اس کا علاج یہ ہو سکتا ہے کہ مجھ سے پوچھ کر تمام احباب جماعت کو مطلع کر دیا جائے کہ یہ صاحب اگر آپ سے قرض مانگتے ہیں یا قرض لینے میں آپ سے مدد مانگتے ہیں تو اگر آپ نے ایسا کیا تو آپ خود ذمہ دار ہیں اور نظام جماعت پھر ذمہ دار نہیں ہوگا اور اس وارننگ کے بعد اس تنبیہ کے بعد قضاء میں بھی آپ کا کوئی مقدمہ نہیں سنا جائے گا۔اس قسم کا ایک شخص ایک دفعہ نہیں بار بار نکلتے رہتے ہیں لیکن ایک شخص ایسا تھا جس کی اطلاع آنی شروع ہوئی کبھی وہ سنگا پور سے نکلتا تھا کبھی ملائیشیا میں ظاہر ہوتا تھا، کبھی انڈونیشیا سے اس کی خبر آتی تھی وہ پھر رہا ہے اور لوگوں سے پیسے مانگ رہا ہے اور کہانیاں بتا رہا ہے کہ میں اس طرح نکلا تھا اس طرح مجھے ضرورت پیش آ گئی جماعت کا پتا لے کر میں حاضر ہوا ہوں ایک بیچارے مسافر کی مدد کرو اور پیسے کھاتا چلا گیا۔ جب مجھے ایک جماعت سے اطلاع ملی اسی وقت میں نے ساری دنیا کی جماعتوں کو نوٹس دیا کہ اس قسم کے آدمی جاتے ہیں آپ یہ سوچتے ہیں کہ او ہو یہ تو بھائی کا اخلاقی فرض ہے ایک مسافر کی ذمہ داری قرآن کریم میں بھی بیان فرمائی ہے، زکوٰۃ کے مقاصد میں اس کو رکھا گیا ہے۔اس لئے نیکی کی خاطر اس کی مدد کی جائے لیکن یہ نہیں سوچتے کہ قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے کہ مسافر کی مدد فرماؤ جو مصائب کا شکار ہو گیا ہو۔ یہ نہیں فرمایا کہ دھوکے باز کی مدد فرماؤ اور دھوکے باز کے دھوکے میں آجایا کرو۔مومن تو خدا کے نور سے دیکھتا ہے **اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنور الله** (ترمذی کتاب تفسیر القرآن حدیث نمبر: ۳۰۵۲) اللہ نے آنحضرت ﷺ کو بتایا تب آپ نے ہمیں یہ خبر دی۔اپنی طرف سے آپ یہ کلام نہیں فرمایا کرتے تھے۔تو

خدا کے نزدیک تو مومن کو یہ مقام اور مرتبہ ہے کہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے اور دھوکا نہیں کھاتا۔
یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ مَا یَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ
(البقرہ:۱۰) کوشش کرتے ہیں وہ لوگ خدا اور خدا والوں کو دھوکا دینے کی لیکن نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ اتنے ہوشیار ہوتے ہیں مومن اللہ کے بندے کہ ان کے دھوکے کو الٹا دیتے ہیں اور وہ لوگ بالآخر خود دھوکا کھانے والے ثابت ہوتے ہیں۔

پس اس مضمون کو سمجھتے ہوئے میں نے جماعت کو متنبہ کیا کہ آپ کو اگر یہ شک ہے کہ شاید وہ مصیبت زدہ ہے تو آپ فوری طور پر مجھ سے رابطہ کریں یا ربوہ تحریک جدید سے رابطہ کریں۔ نظام جماعت کا یہی تو فائدہ ہے ایک۔ ایک تو نہیں کہنا چاہئے فوائد میں سے ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ساری دنیا کی خبروں اور قابل اعتماد خبروں کا ایک نظام مہیا ہو چکا ہے۔ آپ مجھے لکھ دیں، مجھ سے فون پر بات کر لیں کہیں کہ اس طرح ایک مصیبت زدہ ہے۔ ان لوگوں کو میں جانتا ہوں خود اور میں آپ کو اسی وقت بتا دوں گا کہ یہ صاحب ایسے نہیں ہیں یہ دھوکا دے رہے ہیں یا اگر مصیبت زدہ ہیں تو اس حد تک مدد کر دی جائے۔ اس میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے لیکن جب میں نے یہ اقدام کئے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے امن آ گیا وہ شخص پھر جہاں جہاں بھی گیا وہاں سے یہی رپورٹ ملی ہے کہ جماعت نے رد کر دیا ہے اس کو بالکل ناکام ہو کر اس کو واپس جانا پڑا۔ جو نقصان کر بیٹھا تھا وہ کر بیٹھا تھا۔

پس اس قسم کی بیدار مغزی کی نہ صرف ضرورت ہے بلکہ نظام جماعت کو بعض موقعوں پر ایسے اقدامات کرنے پڑیں گے لیکن اقدامات کرنے سے پہلے نصیحت کا پورا حق ادا کر دیں۔ میں یہ آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کیونکہ ہماری نیت ہرگز کسی کو دکھ دینا نہیں ہے کسی کو تکلیف پہنچانا نہیں ہے، کسی کی بدنامی کرنا نہیں ہے، اگر ہماری نیت میں یہ فتور داخل ہو جائیں تو پھر نیکی کی حفاظت کرنے کے ہم اہل ہی نہیں رہتے۔ بدی سے بچانے کی ہم میں صلاحیت ہی باقی نہیں رہے گی۔ یاد رکھیں! **انما الاعمال بالنیات** (بخاری کتاب بدءُ الوحی حدیث نمبر:۱) میں یہ مضمون بھی بیان ہو گیا ہے کہ آپ کے اعمال خواہ وہ بظاہر نیک مقاصد کی خاطر ہوں اگر آپ کی نیتوں میں فتور داخل ہو گیا ہے تو وہ اعمال آپ کے ناکارہ ہو جائیں گے۔

اس لئے اس موقع پر یہ نصیحت کرنا اور خوب کھول کر یہ بات بھی آپ کے سامنے رکھنا

ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کے متعلق اپنے نفوس کا بھی جائزہ لیا کریں کیا آپ انتقامی کاروائی کرنا چاہتے ہیں، کیا آپ اس کو ذلیل ورسوا کرنا چاہتے ہیں، کیا آپ اس شخص سے نفرت کرتے ہیں یا محض اس کی بدی سے نفرت ہے اور اس سے پیار ہے؟ اور ان دو چیزوں میں آپ کو ہمیشہ فرق کرنا پڑے گا۔ مومن بدیوں سے نفرت کرتا ہے اور بدوں سے فی ذاتہٖ نفرت نہیں کرتا۔ جب تک وہ بدی ان کے اندر ہے ایک قسم کی نفرت اس وجود سے بھی رہتی ہے لیکن یہ ایک قسم کی نفرت ہے جس کا ذاتی تعلق اس وجود سے نہیں ہے۔ بلکہ اس بدی سے ہے جس کو اس کا وجود سمیٹے ہوئے ہے۔ وہ گندہ برتن جب تک اس میں گند ہے قابل نفرت رہے گا۔ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ برتن سے پیار ہے اور گند سے پیار نہیں ہے لیکن ان معنوں میں کہہ رہا ہوں کی فی ذاتہٖ اس برتن سے آپ کو نفرت نہیں ہے اگر اس کی گندگی صاف ہو جائے، اگر وہ چمک جائے، وہ پاکیزہ ہو جائے تو کبھی بھی آپ اس سے نفرت نہیں کریں گے۔ تو اس برتن کی محبت کا تقاضا ہے کہ اس کو گندگی سے پاک کریں۔ ان معنوں میں آپ برتن سے محبت کرنے والے ہیں اور گندگی سے نفرت کرنے والے ہیں۔

پس اس نیت کے ساتھ اگر جماعت اقدام کرتی ہے تو کئی ذرائع اس کے سامنے آسکتے ہیں نظر رکھ کے خاموشی کے ساتھ پتا کرنا پڑے گا کہ اس انسان پر کس کس کا اچھا اثر ہے اس کو استعمال کیا جائے۔ بار بار نصیحت کے لئے لوگوں کو بھجوایا جائے منظم کر کے لیکن مخفی طریق پر یہ وعدہ لے کر کہ وہ آگے وہ بات عام نہیں کریں گے اور اخلاقی دباؤ بڑھایا جائے پہلے۔ جب اخلاقی دباؤ ایک مقام تک پہنچ جائے اور اس کے باوجود اس شخص کے اندر تبدیلی واقع نہ ہو تو پھر دوسرا اقدم وہ ہے جو میں نے بیان کیا ہے کہ اس کے متعلق پھر لازماً حتی المقدور اخفا کے ساتھ مگر یہ اخفا پھر رہ نہیں سکتا زیادہ دیر۔ احمدیوں کو ضرور بتانا پڑے گا کہ ان صاحب کے لین دین کے متعلق قطعی شواہد یہ ہیں کہ درست نہیں ہے اس لئے ہم آپ کو یہ نہیں حکماً منع کر سکتے کہ آپ ان کو کچھ نہ دیں، آپ ان کی مدد نہ کریں ہرگز نہیں۔ یہ انفرادی معاملات ہیں جن میں نظام جماعت کو دخل دینے کا حق نہیں لیکن ہم آپ کو یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ آپ ان سے بچیں اور اگر آپ اس کے باوجود ان سے لین دین کرتے ہیں تو اس احسان کے فیصلے کے ساتھ کریں کہ پھر جو کچھ آپ کا روپیہ ضائع ہو گا اس پہ آپ شکایت نہیں کریں گے۔ تعلقات کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں۔ بعض لوگ اس نیت سے قرض دیتے ہیں کہ ٹھیک ہے ایک

آ نہ بھی واپس نہیں آئے گا تو ہم نے مڑ کے نہیں پوچھنا۔اس نیت سے بے شک مدد کرو اس سے آپ کو روکنا ہی نہیں چاہئے۔احسان سے روکنا اسلام کی تعلیم میں تو شامل نہیں ہے یہ اس کے منافی ہے۔ ہاں عدل کو قائم کرنا ضروری ہے۔اس لئے آپ عدل کے قیام تک رہیں اور احسان سے نہ کیں۔ یہ ہے مضمون جس کو وضاحت سے سمجھ جائیں۔پھر آپ ان کو یہ مطلع کر دیں کہ ہم نے چونکہ عدل کے تقاضے پورے کر دیئے ہیں پھر اگر آپ نے احسان کیا تو آپ کو پھر عدل کا دروازہ کھٹکھٹانے کا کوئی حق نہیں رہتا۔اور یہ عدل کا اعلیٰ مضمون ہے اس میں کوئی ناانصافی نہیں ہے نظام جماعت نے عدل کے تقاضے پورے کئے، آپ نے ان کو مدنظر رکھ کر احسان کا سلوک کیا اور احسان کا سلوک آپ کا ایک ایسی جگہ ہو گیا جو احسان فراموش نکلا، پھر احسان جب فراموش بھی کر دیئے جاتے ہیں تو احسان کو عدل کا دروازہ کھٹکھٹانے کا حق نہیں ہوا کرتا۔جو آپ نے چیز تحفہ دے دی ہے وہ تحفہ ہو گیا بس پھر بات ختم۔اس کو تھوک کر آپ چاٹ نہیں سکتے تو ایسے قرضے بھی ہوتے ہیں ان میں تحفے کی نیت شامل ہوتی ہے۔

بعض دفعہ نظام جماعت کی طرف سے بعض لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنی پڑتی ہیں۔وہ مجھے لکھتے ہیں کہ ہم یہ قرض ادا کر دیں گے۔یہ میں جانتا ہوں کہ ان کی حالت ایسی کمزور ہے کہ وہ قرض ادا نہیں کر سکتے یا جتنی دیر کے اندر کرنا چاہتے ہیں لیکن ساتھ یہ بھی جانتا ہوں کہ نیک لوگ ہیں سادہ ہیں بدنیتی نہیں ہے۔تو بعض دفعہ جب خدا توفیق دیتا ہے ان کا قرضہ دیتے وقت میں یہ ہدایت کر دیتا ہوں بیت المال کو کہ ان سے آپ نے مطالبہ نہیں کرنا۔اگر خدا توفیق دے دے تو یہ واپس کر دیں اگر نہ دیں تو میں نے اس نیت سے دلوایا ہے کہ ان کی مدد سہی۔تو ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں آپ ایسا کریں بے شک لیکن یاد رکھیں کہ بعض ٹیڑھی طبیعتوں والوں کی اگر آپ مدد بھی کریں گے تو آپ کسی نہ کسی نقصان کا ضرور موجب بن جاتے ہیں۔یہ فیصلہ آپ کا کام ہے لیکن اس باریک نظر سے آپ کو دیکھنا ہوگا کہ اگر ایسے شخص کی آپ مدد کرتے ہیں جو بار بار آپ بھی ڈوبتا ہے اور دوسروں کو بھی لے کے ڈوبتا ہے، بار بار ایسی تجارتوں میں پیسہ لگاتا ہے جس کو سنبھالنے کا غم ہی نہیں ہے تو آپ جب اس کو پاؤں پر کھڑا کرتے ہیں تو اس کے ساتھ کچھ اور لوگوں کے پیسوں کی غرقابی کا بھی آپ انتظام کر رہے ہوتے ہیں۔ایسی صورت میں مدد اس رنگ میں ہونی چاہئے کہ اس کی شریفانہ زندگی اور

گزارے کی کوئی صورت پیدا ہو جائے لیکن اس کے اختیار میں نہ ہو کہ وہ مزید اپنا یا غیروں کا نقصان کر سکے۔ بہر حال یہ تو احسان کا مضمون ہے جماعت احمدیہ پھر بری الذمہ ہو جائے گی۔

اس کے بعد تیسرا قدم وہ ہے کہ اگر ان باتوں کے باوجود کوئی شخص نہیں سمجھتا اور ایسے اقدامات کرتا ہے جس سے وہ بھی برباد، ہو اس کا خاندان بھی برباد، ہو جماعت پر داغ لگنے شروع ہوں تو پھر وہ آپریشن کا مقام ہے اس وقت جماعت کے نظام کو اس بات سے نہیں جھجکنا چاہئے کہ ایسے لوگوں کے متعلق مجھے سفارش کرے کہ ان کے متعلق یہ اعلان ضروری ہو گیا ہے کہ ان کا جماعت احمدیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس وقت چونکہ صرف اسی مضمون کو میں اس تھوڑے سے وقت میں بیان کر سکا ہوں اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ باقی جو چند ایک معاشرتی خرابیاں میرے ذہن میں ہیں وہ انشاء اللہ آئندہ خطبہ میں بیان کروں گا۔